سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انمار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاق حسنہ اور حیاء کا تلازم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعدفعن زید بن طلحة قال قال رسول الله ﷺ ان لکل دین خلقاً وخلق الاسلام الحیاء رواہ مالک مرسلا و رواہ ابن ماجه والبیهقی فی شعب الایمان عن انس ؓ وابن عباس - ترجمہ: حضرت زید بن طلحہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ہر دین میں ایک خلق ہے اور اسلام کا وہ خلق حیاء ہے۔

ادیان سماویہ کا مابہ الاشتراک: یعنی تمام آسمانی مذاہب بے شمار صفات و کمالات پر مشتمل ہوتے ہیں جن میں ایک صفت ایسی ہوتی ہے جسے دیگر صفات کے مقابلہ میں اعلیٰ وارفع حیثیت حاصل ہوئی۔ یہی صورت ہمارے دین متین کی ہے۔ جو دنیا کے تمام صفات اور خوبیوں کا حاصل اور جامع ہے ان اوصاف میں سب پر غالب شرم وحیاء ہے۔ نفس امارہ بالسوء تو ہر وقت انسان کو گناہوں پر آمادہ کرنے کے درپے ہے۔ گناہوں کے راہ میں اگر سب سے اہم کوئی مانع اور رکاوٹ ہے تو وہ حیاء ہے۔ حیا ہی وہ سب سے اعلیٰ خصلت ہے کہ انسان کے اخلاق وخصلتوں کو کمال تک پہونچا دیتی ہے۔

بعثت سے قبل عرب کی حالت: آپ کو معلوم ہے کہ جن حالات میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی، تمام جزیرۃ العرب اخلاقی بے راہ روی، بت پرستی، قتل وقتال، عورتوں کی بے حرمتی، زندہ در گور کرنے جیسے بے شمار جرائم تو ان کے محبوب مشاغل تھے، سرکش اور خودسر جرائم پیشہ سرداروں کا اپنے اپنے قبائل پر راج تھا، ان جابروں اور ظالموں کے اشاروں کو محکوم لوگ اپنے لئے حکم قطعی سمجھتے۔ نافرمانی ان کے لئے قتل کا پروانہ بن کر بجلی کی طرح ان کے وجود کو بھسم کردیتی۔ شرم وحیاء کی تو ان کے ہاں کوئی حیثیت نہ تھی قضائے حاجت کے لئے کپڑے اتار کر مرد وزن آمنے سامنے بیٹھ کر گپ شپ میں مصروف رہ کر رفع حاجت کرتے جس کی سید الانبیاء نے سختی سے ممانعت فرمادی ارشاد گرامی ہے:

عن هلال بن عیاض قال حدثنی ابوسعید قال سمعت رسول الله ﷺ یقول لایخرج الرجلان یضربان الغائط کاشفین عن عورتهما یتحدثان فان الله عزوجل یمقت علی ذالک الخ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ حضور ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو دو آدمی قضائے حاجت کے لئے نکلیں اور اپنے ستر کھول کر آپس میں گفتگو کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات سے سخت

ناراض ہوتے ہیں۔

حیاء اور ستر عورت: شریعت اور شارع تو حیا اور ستر عورت پر اتنا زور دیتا ہے کہ قضائے حاجت جو کہ انسان کا فطری اور اہم تقاضا ہے، کے وقت بھی ضرورت سے زیادہ اور وقت سے پہلے ستر کھولنے کی اجازت نہیں۔ یہ ایسی ذمہ داری ہے کہ اس کیلئے خواہ مخواہ عورت کا کچھ حصہ ظاہر کرنا پڑیگا۔ مجسم حیاء رحمۃ دو عالم ﷺ اس موقع پر بھی حیا کے پیش نظر اس امر مجبوری کو بقدر ضرورت اختیار کرتے۔ حضرت ابن عمر حضور ﷺ کے اس موقع پر کیفیت کو اس انداز سے بیان فرما رہے ہیں: عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان اذا اراد الحاجة لایرفع ثوبه حتی یدنو امن الارض. (ابو داؤد)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمرؓ روایت کر رہے ہیں کہ سردار دو عالم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے، جب تک زمین کے نزدیک نہ ہو جاتے، اس وقت تک کپڑا نہ اٹھاتے“

مرد و عورت کے ستر کی حدود: ائمہ کرام اور فقہاء عظام کی متفقہ رائے ہے کہ ناشد ضرورت کے بغیر اپنے آپ کو ننگا کرنا (یعنی عورت جو کہ مرد کی ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کا غیر محرم کے حق میں تمام بدن ہے) تنہائی میں بھی حرام ہے۔ اگر کوئی انسان جس کے سامنے بے حیا ہونے کا خوف نہیں مگر اللہ اور نیکی و بدی اور حفظہ فرشتے تو موجود ہیں، انسان کے مقابلہ میں اللہ اور فرشتے تو اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی موجودگی میں بے حیائی کا تصور بھی نہ کیا جائے۔

حیاء کا مطلب: حیا کا مطلب یہ نہیں مرد، عورت سے اپنے اپنے مخصوص اعضاء کو چھپائے رکھے اور عورت اجنبی مرد کے درمیان یہ ممانعت ہے بلکہ مرد کے دوسرے مرد کے ممنوعہ حصہ جسم کو دیکھنا اور عورت کے دوسرے عورت کے جن حصوں کو دیکھنے سے روکا گیا ان حصوں کو دیکھنا حیاء اور شرم کے خلاف ہونے کے ناطے شرعاً مسلمان کو روکا گیا۔ اسلام تو اتنا عفت، پاکدامنی اور حیاء پر مشتمل مذہب ہے کہ حضور نے سخت مشقت اور تکلیف دہ حالت میں بھی حیاء کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیا۔

حیاء کی تعلیم کا نبوی طریقہ: وعن المسور بن مخرمه قال حملت حجراً ثقيلاً فبينا انا امشى سقط عن ثوبى فلم استطع اخذه فرانى رسول الله ﷺ فقال لى خذعليك ثوبک ولا تمشوا عراة. (رواه مسلم)

ترجمہ: ”حضرت مسور ابن مخرمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اسے لے کر چلا۔ راستہ میں میرا کپڑا میرے بدن سے سرک کر گر گیا۔ جس سے میرا ستر ظاہر ہونے لگا۔ پتھر کے بھاری پن کی وجہ سے میں ستر نہ اٹھا سکا۔ (برہنہ حالت میں روانہ رہا۔ اس دوران آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر حکم دیا۔ اپنا کپڑا اٹھا کر (ستر کو چھپا دو) اور ننگا ہو کر رفتار جاری مت رکھو۔

محترم حاضرین! آپ خود تصور کریں کہ ایک بھاری بھر پتھر پھینکنا اور پھر اٹھا کر سر پر رکھنا ایک مشکل اور صبر آزما کام

ہے۔مگر اس کے باوجود اخلاق حسنہ میں حیاء عفت کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ مرشد اعظم ﷺ نے ان کو بے حیائی کی حالت میں سفر جاری رکھنے سے سختی سے منع فرمایا۔

سراپا شرم وحیاء: آپ کو معلوم ہے کہ شریعت مطہرہ میں خاوند کا اپنی بیوی کا اور بیوی کا اپنے خاوند کے تمام بدن کو دیکھنا جائز ہے۔ اس کے باوجود آنحضرت ﷺ اور ان کے ازواج کے شرم وحیاء کی حالت یہ تھی کہ ام المومنین حضرت عائشہ جو علم وفضل کے اعتبار سے حضور ﷺ کی محبوب ترین بیوی تھیں، فرماتی ہیں:

مارأیت فرج رسول اللہ ﷺ قط یعنی بقول حضرت عائشہؓ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ستر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ جب حضرت عائشہؓ کی حیا کی کیفیت یہ تھی تو سراپائے شرم وحیاء رحمت دو عالم کا حضرت عائشہؓ کے اعضائے ستر کو دیکھنے کا تصور بھی ناممکن ہے۔

خانہ کعبہ کا برہنہ طواف: اللہ کی وحدانیت کا انکار کرنے والے عرب و دیگر ممالک جن میں آنحضرت ﷺ آخری پیغمبر بن کر وارد ہوئے۔ ان میں معاشرتی اور تہذیبی اقدار کا زور وشور سے سر عام فقدان تھا، بے حیائی اور شرم و غیرت نام کی چیز کا وجود تو ان کے ڈائری یا ڈکشنری میں موجود ہی نہ تھا۔ آج کی مغربی دنیا اور ان کے افکار ونظریات پر فریفتہ لوگوں کی مرد وزن کا بالکل برہنہ ہو کر اختلاط محبوب مشغلہ اور اس انداز میل ملاپ کو بے شرمی سے تعبیر کرنے والا ان کے نزدیک غیر ترقی یافتہ، جاہل اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا۔ حیا اور شرم سے بے نیازی کی حالت یہ تھی کہ مرد وزن خانہ کعبہ کا طواف مادر زاد کی طرح بلکہ ننگے ہو کر کرتے۔ انسان جب گمراہی کی وادیوں میں بھٹک جاتا ہے پھر اس کی عقل ودانش سلب ہو کر اپنے گناہوں کے جواز کے لئے بھونڈے، عقل وسمجھ سے متصادم دلائل تلاش و بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

نفاذِ احکام کے لئے حضرت علیؓ کی بعثت: یہی بے شرمی کی صورتحال جو آنحضرت ﷺ کو بالطبع سخت ناپسند تھی۔ آپ نے ان حرکات کی سختی سے ممانعت فرما دی۔ حضرت علیؓ کے بارہ میں روایت ہے:

عن زید بن الیع قال سئلت علیا بأیّ شی بعثت قال باربع لایدخل الجنة الانفس مسلمة ولایطوف بالبیت عریان ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد عامهم هذا ومن کان بینه وبین النبی ﷺ عهد فعهده الی مدته ومن لامدة فاربعة اشهر (رواہ الترمذی)

حدیث کا پس منظر وخلاصہ یہ کہ ۹ھ ہجری میں حضرت ابو بکرؓ کو آنحضرت ﷺ نے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ بھیجا، جہاں عرب کے تمام قبائل کا اجتماع ہوا کرتا تھا تاکہ وہاں پر سورۃ براءۃ میں نازل شدہ احکامات کا اعلان کر دیں۔ بعد میں اسی سلسلہ میں حضرت علیؓ کو بھی بھیجا۔ زید بن اثیعؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کو کن احکامات کی تعلیم دے کر بھیجا گیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا چار باتوں کا حکم دے کر مجھے مکہ روانہ فرمایا۔ پہلا یہ کہ جنت میں صرف مومن کا داخلہ ہوگا۔ دوم یہ کہ

بیت اللہ کا طواف برہنہ حالت میں بالکل نہ کریں۔ سوم اس سال کے بعد آئندہ کافر اور مسلم ایک ساتھ جمع نہ ہوں۔ چوتھا یہ کہ نبی ﷺ اور جس کے بیچ صلح ہے ایک مدت مقرر تک تو یہ صلح اسی مدت تک رہے گی اور جس کی صلح میں کچھ مدت مقرر نہیں اس کو چار مہینے تک مہلت ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ: اپنے برہنہ طواف کے عمل کے جواز کے لئے آج کل کے لادینی طبقہ کی طرح ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے مصداق وجہ یہ بیان کرتے کہ جن کپڑوں میں ہم گناہ کرتے ہیں ان کپڑوں میں بیت اللہ کا طواف بے ادبی ہے۔ ایسے عقل و دلیل پر ماتم کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ اور اپنے وہ اعضاء جن کو ہر وقت بے شرمی اور حیاء باختہ انداز میں استعمال کر رہے تھے شاید اسے کار خیر سمجھتے ہوں گے۔

اسلام کا بنیادی وصف: محترم سامعین حیاء اسلام کا ایسا بنیادی اخلاقی امتیازی وصف ہے کہ اسی کے استعمال سے انسان کے فطرت میں جو شرم و حیا کے دواعی اللہ نے ودیعت فرمائے ہیں نکھر کر سامنے آجاتے ہیں پھر اس کے باعث انسان کئی بے حیائی کے امور اور اللہ کی نافرمانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ وجہ یہ کہ حیا ایک ایسا وصف محمود ہے جو انسان کے دل میں تمام گناہوں سے نفرت اور اگر گناہ ہو جائے پھر بھی دل میں پریشانی اور پشیمانی اور بے چینی اور رجوع الی اللہ کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے۔ بزرگوں کے فرمانے کے مطابق حیاء نہ صرف انسانوں سے کرنی ضروری ہے بلکہ اسلام اپنے پیروکاروں کو رب العالمین سے شرم و حیا کرنے کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔

شرم و حیاء کا علمبردار: انسان سے تو کسی دوسرے انسان کے بے حیائی پر مشتمل عمل پوشیدہ ہو سکتا ہے مگر علیم بذات الصدور سے انسان کے ظاہری و باطنی کوئی عمل بھی مخفی نہیں۔ اس سے شرم کرنے میں شدت سے احتیاط برتی جائے اس سے حیاء کرنے سے مراد یہ کہ جس کام کرنے سے ذات باری نے منع فرمایا ہے اسے کسی صورت نہ کیا جائے تمام اعضاء و جوارح کو اس نے جس انداز سے استعمال کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح استعمال کیا جائے جس فرد نے اللہ کے ماموارت پر عمل کرنے اور منہیات سے بچنے میں کوتاہی کی اس مرد و زن نے اللہ سے حیاء کرنے کا جو تقاضا ہے اس کی شدید خلاف ورزی کر کے اپنے آپ کو ایک بڑے گناہگار ہونے کے طور پر اپنے محسن حقیقی کے بے شمار انعامات کا جواب ناشکری اور احسان فراموشی کی صورت میں دیا۔

اللہ سے شرم کرو: ایک سچے اور پکے مسلمان کے لئے حق تعالیٰ اور اس کے انعامات کے درمیان اگر حیاء کا وصف حائل ہو جائے تو پھر یہ تصور بھی ناممکن کہ انسان سے گناہ سرزد ہو۔ گناہ کرنے سے پہلے سو بار اسے سوچنا پڑے گا کہ جس منعم حقیقی کے مجھ پر لامحدود احسانات ہیں مجھ میں شرم و حیاء نہیں کہ میں اس کی نافرمانی کر رہا ہوں' انسان کے اسی تصور اور عقیدہ کی بناء پر سید الکونین ﷺ نے فرمایا " استحیوا من الله حق الحیاء "

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اتنی شرم کرو جتنی اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ حیاء کو اختیار کرنے کا حکم صرف امت محمدیہ ﷺ

کے لئے نہیں بلکہ امم سابقہ میں بھی حیاء کی حیثیت مسلمہ حقیقت تھی۔

جب حیاء ختم ہو جائے: ارشاد نبوی ﷺ ہے: عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولیٰ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت (رواہ البخاری)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کررہے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں نے پہلے انبیاء پر اترنے والے کلام میں سے جو بات پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو بے شرم ہو جائے جو دل چاہے پھر کرو'' وہ جو چاہے کرے یہ مطلب نہیں کہ ایسے شخص کو اسلام نے کھلی چھٹی دی کہ اب جو چاہے کرسکتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ گناہوں سے جو چیز منع کرنے والی ہے بعض لوگوں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ مانع کا خوف اور سبب ختم ہونے کے بعد جب بے حیائی اس کے خمیر میں شامل ہو جائے تو وہ اتنا جری ہو جاتا ہے کہ اس کی نظر میں گناہ گناہ ہی نہیں ہوتا' ہر وہ کام جو بے شرمی کا کرنا چاہے ڈھٹائی اور جرات سے کرتا جاتا ہے۔ اسے کوئی احساس نہیں ہوتا کہ میں جو کچھ کررہا ہوں' عام مسلمانوں کی نظروں میں میری کیا حیثیت رہ گئی ہے۔ یہ مشاہدہ آپ حضرات اس دور اور ایسے ملک میں جس کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہے کے بازاروں اور شہروں میں روزانہ کرتے رہتے ہیں کہ غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ہر جگہ بے ہودہ اختلاط ہے' شرم وحیاء کا تصور ختم ہو گیا۔ مغربی معاشرہ کی نقالی میں گھر سے باہر نکلنے والی عورتوں نے فیشن کی آڑ میں ایسا لباس پہننا اپنے لئے امر ضروری جانا کہ اس سے نہ بدن کا پردہ ہوسکتا ہے' اور نہ بدن کے رنگ ڈھنگ کو چھپایا جاسکتا ہے۔

جہنم جانے والی عورتیں: امام الانبیاء ﷺ نے ایسے لباس سے اپنے آپ کو خوشنما ظاہر کرنے والی عورتوں کے بارہ میں فرمایا ہے ''کاسیات عاریات'' کہ بظاہر لباس میں ملبوس ہوں (اگر ننگا ہونے کا اعتراض کریں فوراً کہہ دیں گی کہ کپڑا پہنا ہے) مگر وہ لباس ایسا ہوگا کہ پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ اور ایسی عورتوں کی جگہ جہنم میں ہوگی۔ حالات اس نہج پر پہونچنے کی وجہ یہی کہ جس حیاء کو اسلام نے اپنانے کا حکم دیا ہے' اکثر لوگ اس کو اپنے اوپر لاگو کرنے اور اپنانے کے لئے تیار ہی نہیں۔ اس بے حیائی اور بے شرمی کا مقابلہ نیکی' پاک سیرت اور حیاء سے کوشش کرنی ہوگی تاکہ سلسلہ مزید بڑھنے کی بجائے یہ بے شرمی تھم کر ختم ہو جائے کہیں بقول عبداللہ ابن عمرؓ آنحضرت کے اس فرمان کے مستحق قرار نہ پائیں کہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اذا ارادان یھلک عبداً نزع منہ الحیاء (الحدیث) ترجمہ: ابن عمر حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے حیاء کی وصف چھن لی جاتی ہے۔ اللہ ہمیں اس عذاب سے محفوظ رکھے' اور ایمان کے اس اہم شعبہ حیاء پر قائم ودائم رکھے۔

آزادی کا ہیضہ: بقول حکیم الامت حضرت تھانویؒ آج کل آزادی کا ہیضہ اس قدر پھیل چکا ہے کہ بعض جدت پسندوں کا مطالبہ ہے کہ انسان کو کسی حکم کا پابند نہ رکھا جائے' یہ آزادی رائے وخیال تمام اخلاقی اقدار کو روند کردین سے

گزر کر دنیا میں مطلق العنانی چاہتے ہیں ان کے نزدیک قانون فطرت وشریعت اور قانون مملکت کی کوئی حیثیت نہیں سب فضول ہیں۔ بالکل جانوروں کی طرح تمام شرائط اور قیود سے آزاد زندگی گزارنا چاہتے ہیں کس قدر بے حیائی ہے اگر حیاء کا خیال نہ بھی رکھا جائے پھر بھی ایسی آزادی فطرت سلیم کے خلاف ہے۔

خاتم الانبیاء کا جہاد: خاتم الانبیاء والرسل جو تمام پیغمبروں کے آخر میں تشریف لائے مگر اوصاف وکمالات کے لحاظ سے سب سے اکمل وافضل ہیں‘ ان کی صفت حیا کی کیفیت کا اظہار اس حدیث سے ہوتا ہے۔

وعن ابی سعید الخدری ؓ قال کان النبی ﷺ اشد حیاء من العذراء فی خدرھا فاذا رای شیئا یکرھه عرفنا فی وجھه (بخاری ومسلم) ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیاء تھے۔ جب کوئی مزاج کے خلاف (غیر پسندیدہ یا غیر شرعی) بات پیش آتی تو ہم آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے آپ ﷺ کی ناگواری کو محسوس کر لیتے۔

حیاء ان پر اس قدر غالب تھی کہ غیر مناسب بات کا اظہار زبان سے نہ کرتے بلکہ ناگواری اور بری بات کے اثرات آپ کے چہرے پر ظاہر ہو جاتے تھے‘ صحابہ کرامؓ جو آنحضرت ﷺ کے سب سے زیادہ مزاج شناس تھے‘ چہرے کے تغیر سے آپ کی ناگواری اور خفگی کو محسوس کر لیتے۔ اس حدیث میں جہاں شریعت کی رو سے شرم وحیاء کو اخلاق نبوی ﷺ کی اساسی حیثیت حاصل ہے وہاں امت کو یہ بھی تلقین ہے کہ اپنے اندر حیاء کے وصف کو پیدا کرنا چاہیے۔ حضور ﷺ کے اس حیاء کا تعلق صرف ان کی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ دوسرے باحیاء فرد کے حیاء کی وصف کو اہمیت دے کر اس کی قدر کرتے۔

شرم وحیاء کا مجسمہ: حضرت عثمانؓ بن عفان جن سے آنحضرت ﷺ کی دو بیٹیوں کی شادی ہوئی‘ پہلے حضرت رقیہؓ ان کی وفات کے بعد حضرت ام کلثومؓ انکے عقد میں آئیں۔ اس شان وعظمت والے خوش نصیب کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لکل نبی رفیق ورفیقی فی الجنة عثمان** یعنی ہر نبی کا ایک مہربان دوست ہوتا ہے اور میرے دوست اور ساتھی جنت میں عثمانؓ ہیں‘ انکی حیاء مسلمانوں میں ضرب المثل کی مانند ذکر ہوتی۔ شرم وحیاء کا مجسمہ تھے ایک موقع پر آنحضرت گھر میں رانیں یا پنڈلیاں کھول کر لیٹے۔ اتنے میں کسی نے حضرت ابوبکرؓ کے اندر آنے کی اجازت مانگنے کا عرض کیا۔ حضورؐ نے اسی حالت میں داخلہ کی اجازت دی‘ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ نے آکر دروازے پر اجازت کی درخواست پیش کی انکو بھی اسی آرام گاہ میں آنے کا فرمایا۔ پھر تیسرے داخلہ کی اجازت مانگنے والے حضرت عثمانؓ تھے۔ آنحضرت ﷺ انکا نام سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے بدن پر کپڑے درست کر لئے۔ مبارک ٹانگوں کے جن حصوں پر کپڑا نہ تھا‘ ڈھانپ کر انکو اندر آمد کی اجازت دی۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے آنے پر بے تکلف انداز میں لیٹنے اور حضرت عثمان کے داخل ہونے پر کپڑوں وغیرہ درست کرنے اور اہتمام کی وجہ پوچھی۔ سرکار دو عالم

ﷺ نے فرمایا: الا استحی من رجل یستحیی منه الملائکته کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔ حیاء فرشتوں کی اعلیٰ ترین صفت ہے جو سردار انبیاء کے ان الفاظ کے ذریعے حضرت عثمانؓ میں ثابت کی گئی اور حضور اکرم کے نزدیک حضرت عثمانؓ کی جو عزت اور جلالت شان تھی اسکا بھی اظہار ہے' صحابہ کرام جو سب کے سب اعلیٰ ترین اخلاق کے نمونے تھے مرشد کامل ﷺ جس صحابی کے طبیعت پر جس وصف کا غلبہ ہوتا اسی طرح سلوک بھی اس سے فرماتے۔ حضرت عثمان پر چونکہ حیاء عفت کے صفت کا غلبہ تھا اسلئے آنحضرت ﷺ ہر موقع پر انکے اسی صفت کا خیال رکھتے تھے

اخلاق حسنہ کا اعلیٰ جوہر: اخلاق حسنہ انسان کیلئے لازمی قرار دیتا ہے کہ اس میں اپنے خالق و مالک کے اسماء کا ظہور ہو جیسے کہ اللہ قدیر' جبار' مقتدر ماہر' غالب ہیں تو اسکے حقیقی بندوں میں شجاعت اور بہادری کی صفت ضرور موجود ہونی چاہیے۔ یہ وصف انسان کے اخلاق کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی شجاعت کے ناطے انسان میں سچ وحق بات کہنے اور دشمن کا دفاع اور مقابلہ بہادری اور استقلال سے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو کر دشمن کے آگے سینہ سپر ہو کسی موقع پر بزدلی' ذلت اور شکست کا سامنا کرنا نہیں پڑتا۔ اخلاق حسنہ کا یہ اعلیٰ جوہر تمام انبیاء میں اعلیٰ انداز میں موجود تھا اس کی بدولت ان کو دین دشمنوں پر غلبہ اور ادیان حقہ کا بول بالا رہا۔ ختم الرسل ﷺ جو کہ تمام انبیاء کے امام اور سردار تھے' تو اسی صفت شجاعت میں بھی کمال وتمام انہی پر ہوا۔ کئی غزوات میں سخت ترین' آزمائش کے بھرپور مراحل آئے' جانثار صحابہ میں بھی وقتی طور پر مخالفین کے افرادی قوت کی زیادتی اور ان کے پاس آلات حرب کے بہتات سے پریشان ہو جاتے تو حضو ﷺ کے پاس دوڑ کر ان کی بہادری اور استقامت کا اقرار ان الفاظ سے کرتے۔

بے مثال حسن اور باکمال شجاعت: حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کان النبی ﷺ احسن الناس واشجع الناس واجود الناس یعنی آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین' تمام لوگوں سے بڑھ کر بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور جود کرنے والے تھے' غزوہ حنین میں ایک موقع ایسا آیا کہ بعض مجاہدین کے پاس وسائل کی کمی تھی کہ اچانک بنو ہوازن جو ماہر تیرانداز تھے' انکا ہر وار نشانے پر لگتا۔ صحابہ پر تیروں کی بارش کر دی۔ صحابہؓ دشمن کا مقابلہ مضبوطی سے نہ کرنے کی وجہ سے آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ اس وقت اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ ابوسفیان بن حارث خچر کی لگام پکڑے آگے تھے' حضورؐ جنگ کا پریشان کن مرحلہ اور صحابہؓ کی گھبراہٹ دیکھ کر خچر سے اترے اللہ سے مدد کی دعا کی۔ اور فرمایا انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب یعنی میرے نبی ہونے میں کوئی شک اور جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضو ﷺ کی شجاعت' ہمت اور استقامت سے بکھرے ہوئے صحابہؓ نئے جوش ولولہ کے ساتھ ازسر نو منظم ہو کر آپ نے دوبارہ صف بندی فرمائی' وہ عمل جو فرار کی صورت اختیار کر رہا تھا۔ حضو ﷺ کی شجاعت کی بدولت استقامت کی صورت میں تبدیل ہوا۔ اسی کے سبب بظاہر غالب آنے والا دشمن شکست فاش سے دوچار ہوا۔

اس واقعہ میں براء ابن عازب کا یہ جملہ ہم جیسے کم ہمت' دشمن سے مرعوب ہونے والے لوگوں کے جھنجھوڑنے اور عبرت کے لئے اعلان عام ہے کہ اگر غلبہ حاصل کرنا ہے تو اللہ نے جو اسوہ اور نمونہ ہمارے لئے بھیجا ہے ان کے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں' وہ جملہ یہ ہے **کنا واللہ اذا احمر البأس نتقی به وان الشجاع منا الذی یحاذی به یعنی النبی** ﷺ خدا کی قسم جب لڑائی سخت ہوتی (اور ہم دشمن کے دباؤ میں ہوتے تو آنحضرت کے پاس پہونچ کر اپنی حفاظت کرتے بلاشبہ ہم میں بہادر وہ شخص ہوتا جو آنحضرت کے برابر کھڑا ہوتا۔ جیسے کہ پہلے حضرت انسؓ کی روایت میں عرض کر چکا ہوں کہ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی' حسین' بہادر تھے' آگے فرماتے ہیں: **ولقد فزع اهل المدنیة ذات لیلة قبل الصوت فاستقبلهم النبی** ﷺ **قد سبق الناس الی الصوت ' وهو یقول لم تراعوا لم تراعوا وهو علی فرس لابی طلحه عری ما علیه سرج وفی عنقه سیف فقال لقد وجدته بحرا (بخاری ومسلم)** ترجمہ: ایک رات کہ مدینہ کے لوگوں نے (کسی جانب سے چور ڈاکو یا دشمن کی آواز سنی) سب پریشان ہو کر (ایک دوسرے کو آوازیں کرنے لگے) کچھ لوگ اسی آواز کی طرف جانے کیلئے روانہ ہوئے۔ وہاں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو اکیلے موجود پایا۔ تن تنہا آواز کی طرف پہونچے تھے' آپ نے سب لوگوں کو مطمئن کر دیا کہ کوئی خطرہ نہیں اس وقت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ جو ننگی پیٹھ تھا' زین اس پر نہیں تھی۔ نیز آپ ﷺ کے گردن مبارک میں تلوار پڑی تھی فرمایا میں نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رو پایا۔ یہ ہے ہمارے آقا اور محبوب رب العالمین کی جرأت اور دلیری جسکی نظیر نہ ابھی تک پیدا ہوسکی نہ قیامت تک کوئی قوم' مذہب اور تہذیب پیش کر سکے گی۔

اخلاق حسنہ کا نمونہ: معزز حاضرین چار ہفتوں سے اخلاق حسنہ قرآن مجید کی آیات اور آنحضرت کے کردار و اقوال کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی' ان اخلاقی خوبیوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ اس کے کلیات و جزئیات کی تشریح اور وضاحت کے لئے علمی استعداد' معلومات اور عمر دراز بھی ناکافی ہے۔ ان تمام اخلاق کا مجموعہ اور نمونہ ذات اقدس ﷺ ہی تھے۔ ہمیں چاہیے کہ جن اعمال حسنہ کو انہوں نے اپنایا ہے اسے اپنے آپ پر جاری و ساری رکھیں' اور جن اعمال کے ارتکاب سے انہوں نے منع فرمایا سختی سے ان سے اجتناب کریں۔ انسان کو یہ بلند و بالا مقام اسی اخلاق کے بدولت حاصل ہوا۔ پستی اور ذلت کی وادیوں سے نکل کر عروج اور قدر و منزلت اسی کی بدولت نصیب ہوا۔ اب بھی اگر ہم اپنی روبہ تنزل مقام کو سہارا اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسا مرتبہ حاصل کرنا چاہیں تو اس کے لئے شرط یہ ہے رحمۃ للعالمین ﷺ کے اخلاق حسنہ کی دل و جان سے اتباع کریں۔

رب العزت مجھے اور آپ سب کو حضور ﷺ کے اس دعا کہ **اللهم انت حسنت خلقی فحسن خلقی** (ترجمہ: یا اللہ آپ نے میری بناوٹ اچھی بنائی تو میری عادت کو بھی اچھی بنا) کا مصداق بنادیں